



قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

نویسہ یا پیر یا پیر یا پیر

بیتہ

Shokhob

مکتبہ

جلد ۱۵ قادیان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۴۹ھ نمبر ۳۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور صاحبزادگان بجا فیت ہیں۔ الحمد للہ

(۳) صاحبزادہ حضرت میرزا شریف احمد صاحب کے

فرزند ارجمند میاں داؤد احمد صاحب بھی جلسہ میں رات

دن کام کوٹنے کی وجہ سے بیمار ہو گئے۔ اور آپ پر تونیر

کا حملہ ہوا۔ مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے جلد صحت

فرمائی۔ اب میاں داؤد احمد صاحب کی صحت روزانہ ترقی

پہنچ رہی ہے۔ اور خطرہ کوئی نہیں۔ بفضلہ دو چار دن میں چلنے

پھرنے لگیں گے۔ الحمد للہ

(۴) ۹ جنوری کو صاحبزادہ میاں مبارک احمد سلمہ اللہ ابن

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو ہاکی کھیلتے ہوئے

سخت ضرب آئی۔ الحمد للہ کہ ڈاکٹری امداد فوری ہم پہنچ گئی۔

اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ جلد سے جلد ٹی بڑھائی

اور صحت کامل ہو جائیگی۔ اور کوئی خطرہ نہیں۔ اگر استہباب دعاء

نازک اندامان کا لج

(۱)

مانگ لی نسوانیت سے تم نے ہر شیریں ادا

مرحبا اے نازک اندامان کا لج مرحبا

جنگ سر پر اور یہ محبوبیت چھائی ہوئی

ناز سے بچی نگاہیں چال اسٹلٹائی ہوئی

انگھڑیوں میں عشوہ ترکانہ در کھولے ہوئے

سینڈل کی خوشبو میں روح ناز پر تولے ہوئے

خال و خط سے جذبات صنف نازک آشکار

کر فی چہروں پر زن بننے کے ارمان بیقرار

ناز کی کا مقنطری اتلی چھڑی باندھے ہوئے

شوق کنگن کا کلائی پر گھڑی باندھے ہوئے

پاؤں رکھتے ہو دم گنگشت کس کس ناز سے

اے میں قربان امان میں نکلے گئے اسی انداز سے

دبر سے توپوں کے منہ کھولے ہوئے ہر روزگار

سینہ گینگی میں ہے جس کی دھمک سے ضلعتار

شغل زینت سے تمہیں فرصت مگر ملتی نہیں

کیا ہمارے پاؤں کے نیچے زمیں ہلتی نہیں
جہن کے سینے تنگ ہیں مردانہ سیرت کیلئے
زندگی ان کی دبا ہے آدمیت کے لئے

مرد کہتے ہیں اے اے مانگ چوٹی کے غلام
جس کے ہاتھوں میں ہو طوفان عناصر کی لگام
مرد کی تخلیق ہے زور آزمانے کے لئے
گردنیں سرکش حوادث کی جھکانے کے لئے
مرد ہے سیلاب کے اندر اکر لینے کے لئے
بحر کی بھیری ہوئی موجوں سے رٹنے کیلئے
مرد کہتے ہیں اے اے بندگان طمطراق
جو جلال ابرو باران کا اڑانا ہو مذاق
جنگ میں ہو باہکین جسکی شجاعت کا گواہ
رزم کے شعلوں میں کج کرتا ہو ہاتھ پر کلاہ
دوڑتا ہو شعلہ خوبلی کا دامن خطا سے
مسکراتا ہو گر جتے بادلوں کے سامنے
مضحکہ کرتا ہو نواں آفتاب تلواروں کیساتھ
کھیلتے ہوں جکے پہلو سرخ انگاروں کے ساتھ
تم مگر اس زندگی کے کھیل سے رہتے ہو دور
آزمن اے عصر حاضر کے جوانان غیسور

۴ فرمائی۔ کہ خدا تعالیٰ ان شہداء کو ہر وقت سے اپنی حفاظت فرمائی رکھے۔ اور حضرت کاظمی اور علی زکی علیہ السلام سے آمین + (۵) مگر حضرت میر محمد باقی صاحب کا طر یافت بھی نویسنہ میں ملتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا۔ اب خدا کے فضل سے حضرت کاظمی صاحب کی صحت بھی بڑھ رہی ہے۔ اور صاحبزادہ میاں مبارک احمد سلمہ اللہ ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو ہاکی کھیلتے ہوئے سخت ضرب آئی۔ الحمد للہ کہ ڈاکٹری امداد فوری ہم پہنچ گئی۔ اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ جلد سے جلد ٹی بڑھائی اور صحت کامل ہو جائیگی۔ اور کوئی خطرہ نہیں۔ اگر استہباب دعاء

فاروق کے والنسیر کا نتیجہ

(۱۰)

دسمبر گذشتہ میں خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ہمدردان فاروق سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ فاروق کی اشاعت نہایت تلیل ہے۔ اس لئے اگر دس والنسیر ایسے باہمت نیار ہو جائیں۔ کہ جو جلیہ سالانہ پر پھر کر دس دس خریدار فاروق کے لئے پیدا کر دیں۔ تو فاروق کی امداد کا موجب ہو گا۔ یہ درخواست تین دفعہ ماہ دسمبر میں کی گئی۔ اور درخواست کو صرف سات احباب نے منظور فرمایا۔ اور اپنے نام فاروق کے دفتر میں بھیج دیئے۔ جو فاروق میں شائع کر دیئے تھے۔ لیکن انوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے صرف دو دوستوں نے ایک مکی ضیاء الحق خان صاحب اور دوسرے بابو فتح محمد صاحب کراچی والے نے آٹھ آٹھ خریدار پیدا کئے۔ اور ملک محمد رمضان صاحب شاہگئی نے تین۔ باقی کسی نے بھی کوئی کام نہیں کیا۔ اب میں فاروق کے موجودہ خریداروں میں سے ایسے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں جو اپنے مقام پر رہتے ہوئے فاروق کے لئے صرف چار خریدار جدید اپنے سے علاوہ چندہ دینے والے ۱۹۳۱ء کے لئے پیدا کر کے فاروق کی امداد کا ثواب حاصل کریں۔ اس پر ہے۔ کہ فاروق کے ہی خواہ ۲۵ تو ضرور اس آواز پر لبیک کہنے والے نکل آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہو گا اور اس کا اجر عطا فرمائے گا۔

گورنر پنجاب پر گولی چلانے کا مقدمہ عدالت میں آگیا ہے۔ اس میں مسٹر ہری کرشن ملزم نے اقبال کیا۔ کہ وہ گورنر پر گولی چلانے کے لئے ہی مردان سے آیا تھا۔ اور اسی نے گورنر پر گولی چلائی۔ اس نے کسی گواہ پر جرح نہیں کی۔ وہ لاہور آکر کسی کے پاس ٹھہرا تھا۔ یونیورسٹی ہال میں جانے کے لئے اس کے پاس پاس کہاں سے آیا۔ وہ کب لاہور آیا ہے۔ مسٹر ہری کرشن نے ان سوالات کا ایک ہی جواب دیا۔ کہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ دو دن میں ماتحت عدالت نے کس سیشن سپرکریڈیا

تعلیم حاصل کر کے اول ریاست رام پور میں افسر تعلیم اور پھر ریاست برودہ میں مہاراج کے سیکرٹری کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ چھ سال تک ملازمت کر کے اخبارات کا ممبر بنے۔ اور پھر سپرد نکالا۔ جنگ جرمین کے دوران میں محبت اسلام کی وجہ سے چار سال تک گورنمنٹ نے ان کو محبوس رکھ کر ۱۹۱۹ء میں رہا کیا۔ خلافت کے کام میں رات دن منہمک رہے۔ اور خلافت کے دھند کے ساتھ ۱۹۲۰ء میں لندن گئے۔ وہاں سے مایوس آئے۔ اور عدم تعاون کی تحریک میں شامل ہو گئے۔ اُس زمانہ میں ہما تاکا مذہبی کے یہ دست راست بن گئے۔ گورنمنٹ نے ان پر مقدمہ دائر کر کے ۱۹۲۱ء میں ان کو دو سال قید سخت کی سزا دیدی۔ اہل ہند نے ان کی خدمات کی قدر کر کے ۱۹۲۳ء میں ان کو کانگریس کے سالانہ جلسہ کا پریزیڈنٹ منتخب کیا۔ کچھ عرصہ سے یہ معلوم کر کے ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کی فکر میں ہندو ہیں۔ وہ بالکل مسلمانوں کے مفاد کے حامی بن گئے۔ اور قوم میں بڑی عزت و احترام حاصل کیا۔ اگرچہ ان کی طبیعت نامسا زتھی مگر وطن کی خدمت کے خیال سے وہ گول میز کانفرنس میں گئے۔ اور انوس ہے۔ کہ ہوا الفاظ انہوں نے گول میز کانفرنس میں اپنی زبان سے کہے تھے وہ پورے ہوئے۔ مرحوم نے کہا تھا۔ کہ اگر ہندوستان کو غلام ملک رکھا گیا۔ تو میری قبر لندن میں بنے گی۔ اب وہ الفاظ واقعی پورے ہو گئے۔ مولانا بڑے بڑے تھے۔ بڑے شیر دل تھے۔ سچ کہنے میں کبھی بھی نہیں جھجکتے تھے۔ غرض کہ بہت بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور دُعا کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ تمام ملک کو ان کے اس وقت انتقال کر جانے سے نہایت انوس ہے۔ لاہور میں ۵ ماہ حال کو تمام شہر میں ان کی وفات پر ہڑتال رہی۔ ایسا شیر دل اور نڈر محب وطن انسان ملتوں کے بعد کوئی کوئی پیدا ہونا ہے۔ سچ ہے ۵ سالہا بایک کہ تانیک مرد صاحب دل شود بایزید اندر خراسان یا ادبیں اندر قرن

ہے تمہارا ارتقاء پروردہ سعی زوال الاماں! تعلیم ناقص کا اجل پروردہ نال بول تمہارے منہ کے اندر ہے فرنگی کی زبان خوف ہے گو نگانہ ہو جائے کہیں ہندوستان یہ لباس مغربی جلووں کو چسکا تا نہیں! تم کو اس ہر و پٹے پن سے حجاب آتا نہیں جیب میں کوڑی نہیں اور اس قدر شان و شکوہ سر جھکائے شرم سے لے فاقہ ستوں کے گروہ یہ بھی کوئی زندگی ہے علم کی ماری زندگی نوع انسانی کی ذات ہے تمہاری زندگی یہ بھی کوئی زندگی ہے بے نظام و بے اساس نقل مغرب کی تمنائے زبوں میں بدحواس آہ! اے بیگانہ انجام و آغاز حیات سن! اکنا کھل جائے تیری موت پر راز حیات اہل عالم کی نظر میں محترم ہوتا نہیں مرد جب تک صاحب سیف و قلم ہوتا نہیں سیف کا دامن تو ہے اک عمر سے چھوٹا ہوا اور قلم ہے اک۔ سودہ بھی خیر سے ٹوٹا ہوا عزم تیرا آگ کے سانچے میں جب بٹھل جائیگا طوقی محکومی کا لوہا خود بخود گل جائے گا دین و دنیا

مولانا محمد علی کی وفات

(۱۱)

نہایت رنج و انوس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لندن میں اتوار کے روز ۴۴ جنوری کی صبح کو ساڑھے نو بجے مولانا محمد علی صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا محمد علی کی دختر اور دو داماد ار تھال کے وقت مولانا کے پلنگ کے قریب موجود تھے۔ ان کی نعش ہندوستان لاٹی جا رہی ہے۔ مولانا محمد علی ہندوستان کے نہایت روشن دماغ اور نامور محب وطن تھے۔ ۵۵ سالہ ہیں آپ پیدا ہوئے۔ علی گڑھ اور آکسفورڈ میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳۲۲ھ

کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

فوٹو اور تصویر

(بجز)

میں اس بات کا سخت مخالف ہوں۔ کہ کوئی میری تصویر کھینچے۔ اور اس کو بت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ میں نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے۔ اور مجھ سے زیادہ بت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہو گا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے۔ کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں۔ اول تو خواہشمند ہوتے ہیں۔ جو اس کی تصویر دیکھیں۔ کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے اور اکثر ان کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں۔ کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بتاعت ہزار ہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے۔ اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ لہذا اس ملک کے اہل فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں۔ جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں۔ اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا۔ اور علم فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا۔ کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا۔ کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے

ہیں اس غرض سے اور اس حد تک میں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔ وائے الامم سال بالنبیات۔ اور میرا مذہب یہ نہیں ہے۔ کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جن حضرت سلیمان کے لئے تصویریں بناتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کے پاس مدت تک انبیاء کی تصویریں رہیں۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرئیل علیہ السلام نے دکھلائی تھی۔ اور پانی میں بعض پتھروں پر جانوروں کی تصویریں قدتی طور پر چھپ جاتی ہیں۔ اور یہ آکر جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اور یہ نہایت ضروری آلم ہے۔ جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہو سکتی ہے۔ ایک اور آلم تصویر کا ٹکلا ہے۔ جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے۔ اور وجہ المفاصل و فقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلم کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں۔ اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں پر ان تک کہ طرح طرح کی ہڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھپا دی ہیں۔ جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے۔ وہ ایسے آلم کا استعمال کرنا حرام قرار دے۔ جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے۔ اور اہل فراست کے لئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام جہالتیں ہیں۔ جو پھیل گئی ہیں۔ ہمارے ملک کے مولوی چہرہ شاہی شک کے رویہ اور دنیاں اور چوٹیاں اور اٹھنیاں اپنی جیبوں اور گھر والوں سے کیوں باہر نہیں بھینکتے۔ کیا ان سگوں پر تصویریں نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ ناحق خلاف محقول باتیں کر کے مخالفوں کو اسلام پر ہنسی کا موقع دیتے ہیں۔ اسلام نے تمام

لغو کام اور ایسے کام جو شرک کے موید ہیں۔ حرام کئے ہیں۔ نہ ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دیتے۔ اور امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھہرتے۔ اور اہل فراست کو ہدایت سے قریب کر دیتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ میری جماعت کے لوگ بغیر ایسی ضرورت کے جو کہ مضطر کرتی ہے۔ وہ میرے فوٹو کو عام طور پر شائع کرنا اپنا کتب اور پیشہ بنالیں۔ کیونکہ اسی طرح رفتہ رفتہ بدعات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور شرک تک پہنچتی ہیں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو اس جگہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو ایسے کاموں سے دست کش رہیں۔ بعض صاحبوں کے میں نے کارڈ دیکھے ہیں۔ اور ان کی پشت کے کنارہ پر اپنی تصویر دیکھی ہے۔ میں ایسی اشاعت کا سخت مخالف ہوں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہماری جماعت میں سے ایسے کام کا مرتکب ہو۔ ایک صحیح اور مفید غرض کے لئے کام کرنا اور امر ہے۔ اور ہندوؤں کی طرح جو اپنے بزرگوں کی تصویریں جا بجا درو دیوار پر نصب کرتے ہیں یہ اور بات ہے۔ ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسے لغو کام منجر بشرک ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی بڑی خرابیاں ان سے پیدا ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہندوؤں اور نصاریٰ میں پیدا ہو گئیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ جو شخص میرے نصائح کو عظمت اور عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور میرا استیجا پیرو ہے۔ وہ اس حکم کے بعد ایسے کاموں سے دست کش رہے گا۔ ورنہ میری ہدایتوں کے برخلاف اپنے تئیں چلاتا ہے۔ اور شریعت کی راہ میں گستاخی سے قدم رکھتا ہے۔

(برائین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۵)

تحفہ مستریاں یعنی فقہ مستریاں کی صحیح واقعات کا انکشاف مرتد مسٹر یوں نے جو فقہ اٹھا رکھا تھا۔ اس کے مفصل مکمل مدلل صحیح اور سچے حالات ابتداء سے انتہا تک جتنے ہیں۔ اس تحفہ میں لکھ دیے گئے ہیں۔ اور مستریوں کے نام مقول مطالبہ باہل اور قسم کا دندان شکن نام قابل تردید جواب قرآن مجید اور حدیث شریف اور سنت نبوی اور آثار صحابہ اور اقوال مسیح موعود علیہ السلام

ایک دوسرے کے چار ریختہ فاروقی قادیان (۱) ایک دوسرے کے چار ریختہ فاروقی قادیان (۱) ایک دوسرے کے چار ریختہ فاروقی قادیان (۱)

پینغامی مشن

پینغامیوں کے پیرگیلانی کے رسالہ ختم نبوت پر سرسری نظر

(۳)

(۲)

دوسری دلیل سید مدثر شاہ صاحب نے آیت **وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ آتَيْنَهُ آلَ إِبْرَاهِيمَ** کے اپنے مدعی کو یوں ظاہر کیا ہے کہ اب اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب اور حکمت ملی۔ اور ہر نبی سے وعدہ لیا گیا کہ جب ایک عظیم الشان رسول آئے یہ قید بھی قابل غور ہے شاید اس سے صغیر الشان رسول کو خارج کرنا مقصود ہو۔ ورنہ یہ قید بے سود نظر آتی ہے۔ اور اگر اس سے ایک خاص رسول مراد ہو۔ تو انکی عبارت اس کی نزدیک کرتی ہے۔ جو تصدیق کرنے والا ہو۔ اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے۔ اب یہ الفاظ صاف کر دیتے ہیں اس بات کو کہ ہر نبی کو خدا کی طرف سے کچھ احکام ملے جن کی تصدیق ایک رسول نے آکر کرنی تھی۔

پیر پینغامی کا طفلانہ استنباط شاہ صاحب کا عیبانہ استنباط ہر پڑھنے والے پر عیاں ہی ہے۔ جسکی مزید توضیح کی حاجت نہیں رہتی۔ ہاں جواب کے سمجھنے کے لئے اگر ان کے طریق استدلال اور ان کی وجہ استنباط کو مختصر عبارت میں دوبارہ پیش کر دیا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔

سو واضح رہے۔ کہ اس آیت شریفہ میں جس لفظ پر شاہ جی کے استدلال کا دارومدار ہے وہ لفظ لما

انتیتکم من کتاب ہے۔

قارئین کرام ملاحظہ کر چکے ہوں گے۔ کہ میر مدثر شاہ صاحب نے اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے جو پہلی دلیل پیش کی تھی۔ کیسی کمزور اور کچی تھی۔ اب ان کی یہ دوسری دلیل بھی ملاحظہ ہو۔ جو کہ پہلی دلیل سے کمزوری اور خامی میں کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ کچھ زیادہ ہی نظر آتی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والے کے منہ سے ایسے موقع پر بے ساختہ یہ شعر نکلتا ہے

خشت اول چوں نہد سحر کج
تاثریامے رود دیوار کج

اگر غور و تدبر سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ مذکورہ بالا آیت سے مولوی مدثر شاہ صاحب کے بے بنیاد دعویٰ کو کچھ بھی تقویت نہیں پہنچتی۔ اور اس کے مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

اول: لما انتیتکم من کتاب میں اتیان کا لفظ کئی احتمالات رکھتا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ مضمون میں بتفصیل بیان کیا گیا تھا۔ پس جب تک مطلوب معنی کی تعیین کے لئے کوئی دلیل نہ ہو۔ تب تک شاہ جی کا مدعی لا حاصل ہے۔

دوم: انتیتکم میں ضمیر کم سے کون مخاطب ہیں۔ اگر کہو۔ انبیاء تو ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ خطاب اس وقت صحیح مقصور ہوگا۔ جب کہ دوسرے دلائل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہو۔ کہ ہر نبی کتاب لایا تھا۔ ورنہ یہ خطاب غلط ٹھہر جاتا ہے۔ اور اگر کہو۔ کہ اس لفظ لما انتیتکم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر نبی کو کتاب دی گئی تھی۔ تو یہ معادرتہ علی المطلوب ہے۔ یعنی دعویٰ کو جزو دلیل بنا دینا۔ جو کہ صریح مغالطہ دہی ہے۔ اور ایسا کرنا صرف مغالطہ دہندوں کا ہی کرتب ہے۔ جن کو تحقیق حق سے بالکل کوئی غرض نہیں ہوتی۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ جس امر میں ابھی تنازع باقی ہے۔

۱۔ یہاں پر بجائے لما انتیتکم کے شاہ جی نے دوسری قرأت کو اختیار کیا ہے۔ یعنی لما (مشتدیم کے ساتھ) انتیتکم من کتاب و حکمتہ (دیکھو ختم نبوت ص ۳)

اسی کو بطور دلیل پیش کیا جائے۔

سوم: جس طرح آپ نے لما انتیتکم کی بجائے لما انتیتکم دوسری قرأت کو لیا ہے۔ تو کیوں آپ کے دعویٰ کو باطل کرنے کے لئے آپ کی تقلید کرتے ہوئے ميثاق النبيين کی بجائے ميثاق الذين اتوا الكتاب کشف جزء ص ۲۱۴ ابی اور ابی سعود کی قرأت کو زلیا جائے؟ پس ابی اور ابی سعود کی قرأت کے مطابق اس آیت میں انبیاء کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ عام لوگوں کا ہے۔ جن کے حق میں اتوا الكتاب کہا گیا یا کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ والذين اتيناهم الكتاب يعلمون انه من ربي انعام ۱۲ وغیرہ وغیرہ۔ اور جب اس آیت میں انبیاء کا ذکر ہی نہیں۔ تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ ہر نبی کتاب لایا۔ (ایسا لانا جیسا کہ شاہ جی کے دماغ میں ہے) کیا لغو اور بودا استدلال ہے؟

چهارم: خود لفظ ميثاق النبيين جس میں لفظ النبيين کو ضمیر کم کا مرجع قرار دیا گیا ہے۔ دو معنوں پر مشتمل ہے۔ کیونکہ ميثاق مصدر مضاف ہے۔ اور مصدر کی اضافت دو چیزوں کی طرف ہوا کرتی ہے۔ یعنی فاعل اور مفعول کی طرف۔ پس ميثاق النبيين کے معنی ہاں ایک مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہو یہ ہونگے۔ کہ انبیاء کا وہ عہد جو انہوں نے اپنی امت سے لیا۔ جیسا کہ ميثاق اللہ اور عہد اللہ سے مراد وہ عہد اور ميثاق ہے۔ جو اللہ نے اپنے بندوں سے لیا۔ پس اس تو حید کے مطابق انتیتکم میں کم سے انبیاء مخاطب نہیں رہتے۔ بلکہ ان کی امت مخاطب ہو جاتی ہے۔ اس لئے شاہ جی کا مدعی ثابت نہیں ہو سکتا۔

پنجم: ميثاق النبيين میں ایک اور بات قابل غور ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء سے جو عہد لیا تھا۔ آیا ہر ایک آنے والے نبی پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا عہد لیا تھا۔ یا کہ صرف نبی کریم صلعم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا عہد تھا؟ کیونکہ حضرت علی۔ ابن عباس۔ قتادہ

اور سدی سے مروی ہے۔ کہ ان الميثاق هذا مختص
بمحمد صلعم (کبیر جلد ۲ ص ۲۶) یعنی یہ ميثاق
(عہد) نبی کریم صلعم کیلئے مخصوص ہے اور اصحاب
قول ہذا کی طرف سے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کئے جاتے
ہیں۔ ۱۔ حدیث روئی انک علیہ الصلوٰۃ والسلام
قال لقد جئتکم بها بیضا رفیقۃ اما واللہ لو
کان موسیٰ بن عمران حیاً لما وصعہ الا
اتباعی۔ یعنی اگر موسیٰ بن عمران میرے زمانہ میں زندہ
ہوتا۔ تو اس کے لئے میری پیروی کے بغیر اور کوئی
چارہ نہ ہوتا۔ اس سے یہ بھی نکلا۔ کہ جب موسیٰ جیسے
اولوالعزم اور شائع رسول پر آپ کا اتباع کرنا ضروری
و لای بدی ہے۔ تو دوسروں پر علی وجہ الاولیٰ ضروری
ہو جانا چاہیئے۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہ آپ نے
فرمایا۔ ان اللہ تعالیٰ ما یبعث آدم علیہ السلام
ومن بعدہ من الانبیاء علیہم السلام الا اخذ
علیہم العہد لئن بعثت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
وہو حی لم یؤمن بہ ولینصر نہ (کبیر جلد ۲ ص ۲۷)
یعنی آدم سے لے کر آنحضرت صلعم تک جتنے انبیاء گذرے
ہیں۔ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تھا۔ کہ اگر
محمد صلعم ان کی زندگی میں مبعوث ہو جاویں۔ تو انکے
لئے ضروری ہے۔ کہ آپ پر ایمان لادیں۔ اور آپ کی
مدد کریں۔

الغرض مندرجہ بالا بیانات کے مطابق اس آیت
سے صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے
ہر ایک نبی اور ہر ایک رسول سے عہد لیا تھا۔ کہ اگر
آنحضرت صلعم ان کے زمانہ میں مبعوث ہو جاویں۔ تو ان
کے لئے آپ پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا ضروری
ہے۔ نیز اس توجیہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ "ثم
جاءکم رسول میں رسول کے لفظ سے بھی خاص
رسول مراد ہیں۔ اور وہ نبی کریم صلعم ہی ہیں۔ اور اس جگہ
نکرہ کالانا محض تعظیم کے لئے ہے۔ اس صورت میں آیت
مندکہ بالا نبی کریم صلعم کے لئے خاص ہے۔ پس شاہ جی
کا یہ لکھنا۔ کہ ہر نبی سے وعدہ لیا گیا۔ کہ جب ایک عظیم

الشان رسول آئے۔ جو تصدیق کرنے والا ہو۔ اس
چیز کی جو تمہارے پاس ہے۔ الخ" اس وقت
قابل التفات ہو گا۔ جبکہ وہ اس مذکورہ بالا پہلو کو
باطل یا کم از کم کمزور کر کے دیکھا دے۔ ورنہ اس سے
قبل ان کی دلیل دلیل نہیں کہلا سکتی۔ محض ایک
دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا۔ ہزاروں دعویٰ کرنا سہل امر
ہے۔ لیکن ایک موجب دلیل پیش کرنا صرف ان لوگوں
ہی کا کام ہے۔ جو حق درستی پر ہوں۔ ورنہ وہ لوگ
جن کے قصہ عقیدہ کی بنیاد توہمات اور حسد و بغض
کے دلدل پر رکھی گئی ہو۔ ان سے ایسی باتوں کی توقع
نہیں کی جاسکتی۔

الحاصل ان پانچ توجیہات اور بیانات سے
نہایت صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ
آیت واخذ اللہ الخ سے یہ ثابت کرنا کہ ہر
نبی کتاب لایا تھا۔ اور ہر نبی کے لئے نئی کتاب کا لانا
واجب ہے۔ محض ایک خیال خام اور وہم باطل ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ مذکورہ بالا احتمالات
اور مدثر شاہ صاحب کے دعویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے
اس آیت واخذ اللہ ميثاق النبیین کے
زیادہ سے زیادہ یہ معنی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ امام
مازی صاحب نے لکھے ہیں۔ اول۔ ان جمیع الانبیاء
علیہم السلام او تو الکتاب بمعنی کو نہ مستند یا
بد داعی الخ العمل بہ وان لم یکن ینزل
علیہ۔ یعنی تمام انبیاء کو کتاب دی گئی۔ اس معنی میں
کہ وہ نبی اس سے ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ اور اس پر
عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ خواہ وہ کتاب اس
پر براہ راست نہ اتری ہو۔

دوم۔ ان اشرف الانبیاء علیہم السلام
هم الذین او تو الکتاب فوصف الشرف الانواع
(کبیر جلد ۲ ص ۲۸) یعنی انبیاء میں سے اشرف و افضل
و ہی ہیں۔ جن کو کتاب دی گئی۔ پس اشرف نوع کی
صفت سے تمام انبیاء کو موصوف کیا گیا۔ مطلب یہ
ہے۔ کہ درحقیقت ہر ایک نبی کو کتاب نہیں دی گئی
اور باقی انبیاء کا ذکر یہاں پر ضمناً آیا ہے۔

غرض وہ لوگ جو عربی قواعد سے واقف اور کلام
اللہ کے سیاق و سباق سے خوب آشنا ہیں۔ ان کو بھی
اقرار کرنا پڑا۔ کہ یہ آیت اس بات کی متحمل نہیں ہے۔
کہ ہر نبی کتاب لایا تھا۔ اور ہر نبی کے لئے کتاب کا لانا
ضروری ہے۔

میر پیغمبی کے عقلی دلائل
اس کے بعد مولوی مدثر
شاہ صاحب نے بہت

سی اور باتیں لکھی ہیں۔ جن سے انہوں نے اپنے
دعویٰ کی تائید و تقویت کی توقع رکھی ہے۔ ہم ان کی
خاطر حقوڑی دیر کے لئے ان باتوں کو عقلی دلائل سے
موسوم کرتے ہیں۔ گو ان باتوں کا درج کرنا۔ اور ان کا
جواب دینا چنداں ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ ہر
ایک پڑھنے والا ان کو خود بخود فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ
یہ باتیں کہاں تک درست و محقول ہیں۔ لیکن چونکہ
ایسی باتوں کا لکھنا اور ان کے متعلق کسی حد تک رائے
ظاہر کرنا حالی از دلیپی نہ ہو گا۔ اس لئے درج ہی کئے
دیتا ہوں۔ شاید اس سے دلیپی کے علاوہ عالم و مناظر
پیغمبی کی علمیت و قابلیت کا اندازہ بھی ہو جائیگا
اور ان کی شہرت بڑھ جائیگی۔ امید ہے کہ قارئین
فاروق ان سے لطف اٹھائیں گے۔ اور میر پیغمبی مدثر شاہ
گیلانی کی علمیت اور قابلیت کی داد دینگے۔ بلکہ
امید و اتق ہے۔ کہ ان کے لئے کوئی نیا خطاب تجویز
کرینگے۔ جس سے وہ دیگر عالموں و فاضلوں سے ممتاز
ہو جاویں۔ اس خوف سے کہ قارئین کرام ملال نہ پکڑیں
ہم ان باتوں کو اکٹھی کر کے درج نہیں کرتے۔ بلکہ ایک
ایک فقرہ اور مکمل فقرہ جس سے مصنف کا مفہوم
معنی قائم ہے درج کرتے ہیں۔ اور ان کے متعلق
اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔

پہلی بات: اگر کسی نبی پر کچھ احکام ہی نازل
نہیں ہوئے۔ تو تصدیق کرنے والا رسول تصدیق
کس چیز کی کرے گا۔ اور وہ نبی جس کو کوئی حکم ہی
نہیں ملا کیونکہ سمجھ لے گا۔ کہ یہ رسول تصدیق کرنا والا
ہے۔

سبحان اللہ کیا ہی پر حکمت بات کہی ہے۔ ہاں ب

پہلے ہم شاہ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس جگہ بجائے کتاب کے کچھ احکام کو کس حکمت کی بنا پر تحریر کیا ہے۔ کیا شاہ جی کے نزدیک کتاب اور احکام بھی مترادف الفاظ میں سے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو یہ خفیہ خفیہ تبدیلی کیسی؟ کیا احکام رجو کہ ادا مرد و نواہی پر مشتمل ہے؟ کے علاوہ بشارات و منذرات۔ پیشگوئیاں وغیرہ کتاب میں داخل نہیں ہیں۔ کیا کتاب ان چیزوں پر مشتمل نہیں ہے۔ اور کیا آپ کے نزدیک پیشگوئیاں بھی احکام کے مترادف ہیں۔ براہ ہر بانی اس کی تشریح کریں! خبر یہ تو ضمنی باتیں تھیں۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف لوٹتے ہیں۔ کہ شاہ جی کا مندرجہ بالا قول بالکل غلط اور حقیقت سے دور ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہ جی نے تصدیق کے مفہوم کو بالکل نہیں سمجھا۔ اگر سمجھا ہوتا۔ تو اس قسم کا سوال ان کے منہ سے نہ نکلتا۔ کیونکہ کسی رسول کی تصدیق کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ کہ اس رسول کے پاس احکام موجود ہوں۔ احکام تو الگ رہا۔ ان کا موجود بقید حیات ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ اس کے بغیر بھی اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ کیا مولوی مدثر شاہ صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں۔ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم تمام انبیاء کے مصدق ہیں؟ اور قرآن شریف تمام کتب سابقہ کی تصدیق کرنے والا ہے؟ کیا تمام انبیاء گذشتہ زندہ موجود ہیں۔ تمام کیا حضرت عیسیٰ تاک بھی زندہ نہ رہے۔ تو پھر کیا ان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تصدیق نہ ہوئی؟ اور کیا آنحضرت صلی علیہ وسلم ان تمام کے مصدق نہیں تھے۔ حالانکہ خود بہاری زیر بحث آیت و اخذ اللہ

لے بے شک مولوی مدثر شاہ صاحب کی عبارت سے صرف احکام کا نازل ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور ان احکام کا موجود رہنا ضروری نہیں قرار دیا۔ لیکن اس پر پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ تصدیق کرنے والا رسول تصدیق کس چیز کی کرے گا۔ کیونکہ وہ احکام تو موجود ہیں۔ منہ :-

مبینات النبیین بتائی ہے۔ کہ ہمارے نبی کریم صلی علیہ وسلم تمام انبیاء سابقین کے مصدق تھے۔ نیز دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولما جاءہم رسول من عند اللہ مصدق لما معہم بقورح۔ یعنی جب آیا ان کے پاس ایک رسول (آنحضرت صلی علیہ وسلم) تصدیق کرتا ہوا اس چیز کے جو ان کے پاس ہے الخ۔ اس آیت میں بالخصوص انبیاء بنی اسرائیل کی تصدیق کا ذکر ہے :-

پس کیا یہ آیتیں صاف نہیں بتاتیں۔ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم باوجود اس کے کہ آپ کے زمانہ میں گذشتہ انبیاء میں سے کوئی بھی نبی زندہ نہیں تھا۔ ان تمام کے مصدق تصدیق کرنے والے تھے۔ نیز ان تمام انبیاء سابقین کی بھی تصدیق ہو چکی تھی۔

اسی طرح کتب سابقہ میں سے علاوہ توریت و انجیل کے جن کے محرف و تبدیل ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہے؟ مولوی مدثر شاہ صاحب کوئی کتاب پیش کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں؛ جب نہیں تو کیا قرآن شریف کتب سابقہ کی تصدیق کرنے والا نہیں ہے۔

کیا مولوی صاحب آیت لما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما معہم بقورح کو بالکل فراموش کر چکے ہیں؟ جس میں قرآن شریف کو بالخصوص توریت اور انجیل کا مصدق قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر دوسری جگہ پر فرمایا ہے۔ و هذا کتاب انزلناہ مبارک مصدق الذی بین ینا یہ الخ۔ یعنی یہ قرآن اباب کتاب ہے۔ جس کو ہم نے اتارا ہے۔ مبارک ہے تصدیق کرنے والا ہے۔ اس چیز کو جو اس کے آگے ہے۔ کیا ان آیتوں سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ قرآن شریف تمام کتب سابقہ کا مصدق ہے۔

پس مذکورہ بالا آیتوں سے ثابت ہوا ہے۔ کہ کسی نبی کی تصدیق کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ مصدق نبی (تصدیق کیا ہوا) زندہ موجود ہو اور نہ ضروری ہے۔ کہ اس پر احکام نازل ہوئے ہوں۔ اور موجود ہوں۔ بلکہ ان باتوں کے بغیر بھی اس

کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اور ہوئی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کے مصدق ہیں۔ اور قرآن شریف کتب سابقہ کا مصدق ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ شاہ جی کو لفظ تصدیق کے معنی کے سمجھنے میں بہت سخت ناقابل اصلاح غلطی لگی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہ جی کو تصدیق کے صرف ایک معنی بتائے گئے ہیں۔ یعنی تصدیق کرنا۔ درست سمجھنا صحیح قرار دینا۔ حالانکہ اس معنی میں نہ نبی کریم صلی علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کے مصدق بن سکتے ہیں۔ اور نہ ہی قرآن کریم کتب سابقہ کی تصدیق کرنے والا ٹھہر سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے بہت سے پہلے احکام کو منسوخ کیا ہے یعنی اکثر ایسے احکام تھے۔ جو پہلی امتوں کے ساتھ وابستہ اور خاصی تھے۔ لیکن جب قرآن کریم اترا تو وہ سارے کے سارے موقوف ہو گئے۔

پس مولوی صاحب کو معلوم ہو جانا چاہیے۔ کہ لفظ تصدیق کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں۔ کہ مصدق بننا۔ سچا کرنا۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے آنحضرت صلی علیہ وسلم قرآن شریف کے مصدق ہونے سے یہ مراد ہوگی کہ آپ صلی علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں کے مصدق ہیں۔ اور قرآن شریف بھی گذشتہ صحیفوں کی پیشگوئیوں کو سچا کرنے والا ہے۔

سوالی تصدیق کے لئے نہ کسی کتاب کی ضرورت ہے نہ کسی حکم کی۔ اگر ایک نبی کسی دوسرے نبی کے آنے کی پیشگوئی کرے۔ پھر وہ دوسرا نبی آئے تو اس وقت ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ پہلا نبی مصدق ہے (تصدیق کیا ہوا) اور دوسرا مصدق یعنی پہلے نبی کی پیشگوئی کو سچا کر نیا لا خواہ وہ دوسرا نبی پہلے نبی کا ہر بات میں مخالف کیوں نہ ہو۔ یعنی پہلے نبی کے تمام احکام کو منسوخ کیوں نہ سمجھتا ہو۔ ان باتوں کو آسانی سے سمجھنے کے واسطے مولوی صاحب کو بائبل کی ان پیشگوئیوں کو پڑھنا چاہیے۔ جو نبی کریم صلی علیہ وسلم کے حق میں کی گئی ہیں۔ پھر خود بخود مولوی صاحب کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم ان کے تجویز کردہ معنی کے مطابق گذشتہ انبیاء کے مصدق نہیں رہ سکتے اور نبی کریم کا مصدق نہ ہونا نص قرآن کے خلاف ہے۔

ابراہیم مولوی صاحب کی پہلی بات کی دوسری شق کو لیتے ہیں۔ ”اور وہ نبی جس کو کوئی حکم ہی نہیں ملا کیونکہ سمجھ لے گا۔ کہ یہ رسول تصدیق کرنے والا ہے۔“ بلے شاہ جی! کیا کہنا ہے۔ پہلے تو آپ نے تصدیق کے لئے احکام کا نازل ہونا (جو کہ درحقیقت ان کا موجود ہونا ضروری تھا۔ راقم) ضروری قرار دیا تھا۔ اب مصدق (تصدیق کیا ہوا) رسول کے لئے یہ لازمی گردانا ہے۔ کہ وہ تصدیق کرنے والے رسول کی تصدیق کو سمجھ لے۔

قارئین کرام! ہم اب عقل و دانش کی کیا داد دیں۔ سوائے اس کے کہ

برایں عقل و دانش بباہر گریست
ہزاروں بلکہ لاکھوں انبیاء گزرے ہیں۔ اور ان تمام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق کی ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ گذشتہ انبیاء میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں۔ کہ ان کے بعد میں آنے والے رسول نے ان کی تصدیق کی ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ تو پہلے سے فوت ہو چکے تھے۔ اور نہ ہی کسی نے سمجھا ہوگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق کی ہے۔ تو کیا ایسی صورت میں مصدق اور آپ مصدق نہیں تھے۔ چونکہ ہم نے اس بحث کو بہت لہلہ دیا ہے۔ اب ہم ذرا اختصار کر کے لکھتے ہیں۔ ہاں مولوی صاحب کی عبارت کو پوری ہی لکھیں گے۔

دوسری بات :- وہ نبی تو اس صورت میں تصدیق کنندہ رسول کو شناخت کر سکے گا۔ جب کہ وہ دیکھے۔ کہ ایسا رسول آگیا ہے۔ جس کی تعلیم تصدیق کرتی ہے۔ اس تعلیم کی جو اس کے پاس موجود ہے۔ لیکن جب اس کے پاس کوئی چیز ہی نہیں۔ تو پھر وہ تصدیق کنندہ رسول کی شناخت میں غلطی کرے گا۔

مولوی مدثر شاہ صاحب ان الفاظ کو تحریر کر کے کیسے خوش چوئے ہوئے ہوں گے۔ کہ انہوں نے اپنی بات کو بہت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ لیکن ان کی ہدف منی تھی کہ شرح کرتے کرتے جرح کا سامان جمع کر گئے۔ اور پرہم بیان کر آئے ہیں۔ کہ تصدیق کے لئے نبی کے زندہ ہونے کی ضرورت ہے اور نہ احکام کے موجود

ہونے کی شرط۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کی مثال پیش کی گئی تھی۔ اب شاہ جی کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے۔ کہ مصدق (تصدیق کیا ہوا) نبی کے لئے یہ بھی ضروری نہیں ہے۔ کہ وہ تصدیق کنندہ رسول کو شناخت کرے۔ اور اس کو دیکھے۔ اور اس کی تعلیم کی پرتال کرے۔ کیونکہ اس طرح کی تصدیق نہ آدم نہ نوح و ابراہیم کے زمانہ میں تھی۔ اور نہ ہی موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ظاہر ہوئی۔

اور یہ لکھا کہ ”لیکن جب اس کے پاس کوئی چیز ہی نہیں۔ تو پھر وہ تصدیق کنندہ رسول کی شناخت میں غلطی کرے گا۔“ اپنی کم علمی اور قلت تدبر پر ہر ثابت کرتا ہے۔ سب سے پہلے مولوی صاحب نے کتاب کا لانا ضروری قرار دیا تھا۔ پھر کتاب کی بجائے احکام کے نازل ہونے کو لازمی گردانا ہے۔ اب فرماتے ہیں۔ کہ جس نبی کے پاس نہ کتاب ہو اور نہ حکم گویا اس کے پاس کوئی چیز ہی نہیں۔ بھلا بتاؤ تو یہی کہ کیا آپ کے نزدیک چیز بھی کتاب اور احکام کی مترادف ہے؟

معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کی وہ بات کہ کتاب اور ہدایت مترادف المعنی الفاظ ہیں۔ ابھی تک ان کے دماغ میں اثر کر رہی ہے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم مولوی صاحب کو اتنی بات یاد رہنی چاہیے تھی۔ کہ مبشرات و منذرات یعنی پیشگوئیاں اور ردیاء صالحہ بھی چیزیں داخل ہیں۔ بلکہ یہ بڑی چیزیں ہیں۔ اور یہی اصل نبوت ہے۔ احکام و امور و نوامی تو نبوت کا ایک جزو ہے۔ رہا شناخت میں غلطی کرنے کے متعلق۔ سو اول شناخت کرنا۔ کوئی ضروری امر نہیں۔ دوسرا غلطی اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ شناخت کرنے والے کی قابلیت و ذہنیت ایسی ہو جیسا کہ شاہ جی کی۔ المردو یقین علی نفسه۔

تیسری بات :- اس نبی نے تو اپنی تعلیم یا کتاب کو ملانا ہے۔ تصدیق کنندہ رسول کی تعلیم اور کتاب سے۔ لیکن جب وہ نبی کوئی تعلیم ہی نہیں رکھتا۔ تو وہ اس رسول موعود کی شناخت سے قاصر رہیگا۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہ جی نے کسی خواب یا کشف کے ذریعہ سے یہ معرفت حاصل کی ہوگی۔ کیونکہ ظاہری

واقعہ سے یہ امر ناممکن اور محال ہے۔ ان کو یہ نظارہ دکھایا گیا ہوگا۔ کہ تمام گذشتہ انبیاء جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اپنی اپنی کتاب اور اپنا اپنا صحیفہ یعنی ابراہیم اپنا صحیفہ اور موسیٰ بھی اپنی تختی۔ اسی طرح عیسیٰ اپنی انجیل کا نسخہ لے کر اپنی اپنی تعلیم یا کتاب کو ملانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان تمام نے باری باری اپنی اپنی کتاب سنائی شروع کی ہوگی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لاکھوں انبیاء کی تعلیم سننے کے لئے خاموش اور اطمینان سے تشریف فرما ہونگے نہیں بلکہ جس جس جگہ کوئی غلطی ہو۔ اس جگہ توجہ بھی دلاتے ہونگے۔ اور ان سے اصلاح بھی کرائی ہوگی۔ ورنہ تعلیم کے ملانے کی کیا ضرورت تھی۔ ملائی بھی گئی۔ جب کہ ان کی تعلیم میں درہم خصم کسی غلطی کا احتمال تھا۔ تمام تعلیم اور کتاب کے ملانے کے بعد جب معاملہ بالکل صاف ہو گیا۔ تو ان لاکھوں انبیاء کو بہت خوشی ہوئی ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب شناخت کیا ہوگا۔ یعنی وہ رسول موعود کی شناخت میں قطعاً قاصر نہیں رہے۔

اس نظارہ کے بعد معاً شاہ جی بیدار ہو گئے۔ ہونگے۔ اور اس نظارہ کا خلاصہ اور مخر اور نتیجہ مندرجہ بالا الفاظ میں ادا کیا۔ ورنہ اس معرفت کا منہج اور اس کا ماخذ عالم بیداری میں نہیں معلوم ہوتا۔

چوتھی بات :- ان تمام باتوں کے بعد مولوی صاحب یوں نتیجہ نکالتے ہیں :- ”الغرض آیت بالا (واذا اخذ اللہ الالبیۃ) سے صاف صاف ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ہر نبی کو کتاب اور حکمت ملی۔ ہر نبی پر وحی بذریعہ جبریل ہونی ضروری ہے۔ اور اس وحی نبوت کا دوسرا نام کتاب یا ہدایت ہے۔“

قارئین کرام! اس بات میں میرے ساتھ ضرور متفق ہوں گے۔ کہ نتیجہ نکالنے میں مولوی مدثر شاہ صاحب لاثانی ہیں۔ اور نتیجہ نکالنے کا کمال ان پر ختم ہے۔

ان کی بات کے پہلے حصہ یعنی صاف صاف ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ہر نبی کو کتاب اور حکمت ملی۔ تو چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ جو ثابت ہونا تھا سو ثابت ہو چکا۔ اس کا فیصلہ

ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔ اب دوسرے حصہ کو لیتے ہیں۔ یعنی ہر نبی پر وحی بذریعہ جبرئیل ہونی ضروری ہے۔ الخ۔

دیکھئے کس چالاک کی اور پھرتی سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ نامعلوم مندرجہ بالا آیت (وإذا أخذنا من بينا أن الذين آمنوا منكم) اس سے اس بات کا کیا حق اور یہ بات اس آیت سے کس طرح نکلی۔ اگر اس بات کا ذکر وہ بالا آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی اس سے مستنبط ہے۔ تو کیوں غیر متعلق بات اس جگہ چھیڑی گئی۔ غلط بات منوانے کا یہی طریقہ ہے۔ کہ لوگوں کو غافل سمجھ کر چوری چوری پہچان دے گا لکھ مارا۔ لیکن آخر کپڑے ہی گئے خیر ہمارا کام جھوٹے کو گھڑنگ پہنچانا ہے۔ اب ہم مولوی شاہ جی سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس فقرہ ہر نبی پر وحی بذریعہ جبرئیل ہونا ضروری ہے؟ کیا کیا منشاء ہے۔ کیا جو بات جبرئیل کے بغیر خدا کی طرف سے نبی کو پہنچائی جاتی ہے۔ وہ وحی نہیں؟ اور کیا نبی کے لئے وحی پہنچانے کے لئے ایک ہی ذریعہ جبرئیل باقی ہے؟ مولوی صاحب! کیا اب بھی اقرار نہ کریں گے۔ کہ حضرت محمود و محبوب خدا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مخالفت اور دشمنی سے آپ کا علم سلب ہو چکا ہے مگر یہ نہیں۔ تو کم از کم اتنا اقرار کریں گے۔ کہ قرآن شریف پر تدبر نہ کرنے سے عقل سلب ہو چکی ہے سنو! اور غور سے سنو!

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا بوحى باذن له مما يشاء الشورى ع۔ یعنی کسی بشر کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردہ کے پیچھے یا وہ پیغام لانے والا فرشتہ بھیجے۔ پس وہ فرشتہ وحی کرتا ہے۔ اس کے اذن سے جو چاہتا ہے۔ اس آیت میں صاف بتایا گیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرنے کے تین ذرائع ہیں۔ وحی۔ پردہ کے پیچھے۔ بذریعہ فرشتہ۔ پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ نبی پر وحی صرف ایک ذریعہ فرشتہ سے نہیں آتی۔ بلکہ اس کے

تین ذرائع ہیں۔ اس بحث کو اگر طول دیا جائے۔ تو ایک مستقل مضمون بن جاتا ہے۔ اس لئے بغرض اختصار ہم ذیل میں صرف امام رازی کا قول درج کرتے ہیں چنانچہ زیر آیت وما كان لبشر ان يكلمه الله تحریر فرماتے ہیں۔ اما الوحى وهو الايهام والتدنى في القلب او المنام كما اوحى الله ام موسى وابراهيم عليه السلام في ذبح ولده واما على ان يسمعه كلامه من غير واسطة مبلّغ وهذا ايضا وحى بدليل انه تعالى سمع موسى كلامه من غير واسطة مع انه سماه وحيا قال تعالى فاستمع لمسا يوحى واما على ان يرسل اليه رسولا من الملائكة فيبلغ ذالك الملك والى الوحى الى الرسول البشرى واعلم ان كل واحد من هذه الاقسام الثلاثة وحى الا انه تعالى خصص الاول باسم الوحى لان ما يقع في القلب على اسبيل الايهام فهو يقع دفعة فكلان تخصیصی لفظ الوحى بدولى (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۳) مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تین ذرائع سے کلام کرتا ہے۔ اول بذریعہ وحی یعنی اہام۔ قدف فی القلب اور دیار صاف کے ذریعہ ہے۔ جس طرح کہ ام موسیٰ کو ابراہیم کو اس کے بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے وحی کی۔ دوم اس طرح کہ وہ مخاطب کو اپنا کلام سنائے۔ بغیر کسی واسطہ کے۔ اور یہ بھی وحی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ موسیٰ کو اپنا کلام بغیر کسی واسطہ کے سنایا تھا۔ اور اس کا نام وحی رکھا۔ چنانچہ فرمایا پس سن راسی (موسیٰ) اس کو جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے۔ سوم فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو اپنے کلام کے ساتھ اس بشری رسول کی طرف بھیجتا ہے۔ پھر امام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ واضح رہے۔ کہ ہر سہ اقسام مذکورہ بالا وحی ہی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے پہلی قسم کو وحی کے نام سے مخصوص کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ جو بات اہام کے ذریعہ سے دل میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ دفعۃً ڈالی جاتی ہے۔ اس وجہ سے لفظ وحی کا اس کے لئے مخصوص کرنا زیادہ

موزون ہے۔ (اور نہ درحقیقت تینوں اقسام وحی ہی ہیں) اب مولوی صاحب ٹھنڈے دل سے جواب دیں۔ کیا جو وحی سے دوسرے ذریعوں سے نبی کو کی جاتی ہے وہ نبوت نہیں کہلاتی؟ مولوی صاحب! اگر قرآن کی آیت نہیں۔ تو کم از کم بخاری کی حدیث روایا انبیاء وحی تو غالباً آپ کو یاد ہی ہوگی۔ شاید مولوی مہر شاہ صاحب کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہو۔ کہ فرشتہ کا اثر نا خاص نبی کے لئے ہے تبھی انہوں نے یہ فقرہ ہر نبی پر وحی بذریعہ جبرئیل ہونی ضروری ہے؟ لکھا ہے۔ ورنہ وحی نبوت کو بذریعہ جبرئیل ہونے کو مخصوص کرنے کا کیا مطلب؟ سو اس کے لئے بھی مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ فرشتہ کا اثر نا نبی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا وانبشروا بالجنة التي كنتم توعدون رحم سجدہ ع۔ دوسرے مومن کے لئے بھی فرشتہ اتر ا کرتا ہے۔ اور نظر آتا ہے۔ خود شیخ محی الدین ابی العزلی امام غزالی پر تنقید کرتے ہوئے اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۳ ص ۳۵ پر فرماتے ہیں۔ واما من قال من اصحابنا وذهب اليه كلام الامام الغزالي وغيره بان الفرق بين الوحى والنبى نزول الملائكة فان الوحى ملهم والنبى ينزل عليه الملك فهذا غلط عندنا من القائلين به ودليل على عدم ذوق القائلين به۔ یعنی جو کہتے ہیں ہمارے دوستوں میں سے جیسے امام غزالی وغیرہ کہ وحی اور نبی میں یہ فرق ہوتا ہے۔ کہ وحی ملہم ہوتا ہے۔ اور نبی پر فرشتہ اترتا ہے۔ سو یہ ان کہنے والوں کی غلطی ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انہوں نے اس بات کا مزہ نہیں چکھا۔ الغرض صاف ثابت ہوا۔ کہ نبی پر تین طریقوں سے وحی ہوا کرتی ہے۔ صرف بذریعہ فرشتہ نہیں ہوتی۔ کما مر بیانہ۔ پس یہ کہنا کہ ہر نبی پر وحی بذریعہ

امجدی مشن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نصرت الہی

(۱۰)

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
مثل مشہور ہے۔ کہ چٹاں پھول ہوں۔ وہاں خار
بھی ضرور ہوتے ہیں۔ دنیا کا ہر انسان اپنے مشاہدہ
سے اس مثال کی تصدیق کرتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان
کی زندگی آرام و آسائش اور تکالیف و مصائب سے
مرکب ہوتی ہے۔ ایک دور اس پر ایسا آتا ہے۔
کہ وہ بڑے چین اور آرام سے اپنے دن گزارتا ہے
لیکن یکایک زمانہ کے انقلاب ایسا پلٹا کھاتے ہیں۔
کہ اسے ایسے دور میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ کہ جو بہت
سی مصیبتوں اور تکلیفوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے
ہوتا ہے۔ پس عسر و یسر کا دور ہر انسان پر آتا ہے۔

روحانیت میں بھی یہ مثال اپنا کام کرتی دکھائی
دیتی ہے۔ دنیا کی بگڑی ہوئی حالت کو سوار نہ کرنے
لئے اور اہل دنیا کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کیلئے
خدا تعالیٰ انکی ایک مصلح اور نبی کو مبعوث کرتا ہے
وہ دنیا میں آکر اپنی روحانی قوت اور فیض سے
بہت سے لوگوں کی تطہیر کرتا ہے۔ اور ایسی جہت
بناتا ہے۔ جو خدا کے احکام کی پیروی کرنے والی
اور صحیح معنوں میں صراط مستقیم پر گامزن ہوتی ہے
لیکن بہت سے بد طبیعت اور بدنیت لوگ ایسے
بھی ہوتے ہیں۔ جو بجائے اسے ماننے اور اسکی
جماعت میں داخل ہونے کے الٹا اسے قتل کرنے
اور اس کی جماعت کو نیست و نابود کرنے کے منصوبوں
میں سرگرداں رہتے ہیں۔ لیکن خدا اپنے فرستادہ کی

جبرئیل ہونی ضروری ہے۔ محض مخالفہ دینے کے لئے
لکھا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ پھر ولی اور نبی
میں ماہہ الامتیاز کونسا امر رہ گیا ہے۔ سوال کا مختصر
جواب یہ ہے۔ کہ نبی اور ولی میں ماہہ الامتیاز یہ ہے۔
۱۱۔ نبی کو کثرت سے غیب کی خبریں دی جاتی ہیں۔ اور
ولی کو نہیں۔ ۱۲۔ نبی کو اہام اور وحی میں نبی کر کے
پکارا جاتا ہے اور ولی کو نہیں۔ چوتھا یہ بھی ایک الگ
بحث ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ہم مولوی صاحب کے آخری فقرہ کی
طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں اور اس وحی نبوت کا
دوسرا نام کتاب اور ہدایت ہے۔

مولانا صاحب ابوحی علی و علی کے ذریعہ سے
نبی کو کی جاتی ہے۔ اس کا کیا نام تجویز کریں گے؟ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو جو بغیر واسطہ کسی فرشتہ کے وحی ہوئی
تھی۔ اگر کوئی ہم سے سوال کرے۔ تو ہم اس کو کیا جواب
دیں۔ اور اس وحی کو کس نام سے موسوم کریں؟ براہ ہر ہانی
جواب دیں۔ (باقی دارد)

(خاکسار ابوبکر ایوب سمٹری مولوی فاضل)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تردید

مذہب جہیل کتابوں کا سٹ امرتسری ایڈیٹر المحدث
ہو سلسلہ کا قدیمی دشمن اور عدو حسین ہے کی تردید میں لا جواب
ہے چند سٹ باقی ہیں۔ ضرور تمند احباب جلد رنگ لیں۔
خصوصاً بیرونی احمدیوں کی جو لائبریریاں ہیں۔ ان میں یکمل
سٹ اگر نہیں تو وہ ناممکن ہے۔ قیمت ہم نے کم کر دی ہے
اور یہ انتہائی رعایت ہے۔ دوست اس سے فائدہ اٹھائیں۔

فیصلہ الہی ثنائی رو سیاہی ۳۳۔ فیصلہ خدا کی برسلان ثنائی ۳۳۔
چودھویں صدی کا یہودی ۳۳۔ ثنائی فرار اور مہاہلہ سب کا ۳۳۔
صادق کلمات جواب ثنائی ہفوات ۳۳۔ ثنائی ہرزہ درائی ۳۳۔
مرقع ثنائی ۳۳۔ آئینہ حق نما جواب الہامات مرزا عہد
کل قیمت مجموعی اس سٹ کی چکر ہے۔ اور ۱۰ محصول اک جملہ تین روپیہ
ہیں۔ یہ یکمل سٹ بذریعہ وی پی طلب کر لیں۔ اور شرط یہ ہے۔ کہ جو
کتاب ناپسند ہو۔ وہ فوراً واپس بھیج کر اس کی قیمت ہم سے واپس لیں ۴

تائید و نصرت کرتا ہے۔ اور دشمن کے حملوں سے
اسے محفوظ و مصئون رکھ کر آخر کار اسے اپنے مشن
میں کامیابی و کامرانی اور فتح و ظفر کا منہ دکھاتا ہے۔
کسی نبی کی صداقت کو پرکھنے کے لئے یہی ایک معیار
کافی ہے۔ اسی معیار کو سنے کر میں اس مضمون میں حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو
اظہار میں آئیں گے کہ دکھلا دیں گے۔ و ما توفیقی الا
باللہ

اللہ باریک و نقائلے نے اس معیار کو
معیار صداقت بہت سی آیتوں میں بیان فرمایا
ہے۔ کہ سب کا بیان کرنا باعث تطویل ہوگا۔ اسلئے
میں مشتے از خروار سے چند ایک آیات کو اپنے دعویٰ
کی تائید میں بالتشریح پیش کروں گا۔

۱۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل کفٰی باللہ شہیداً
بینی و بینکم (الرعد آخر) کہ تو حضرت نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کہہ دے۔ کہ میرے اور
تمہارے درمیان خدا تعالیٰ کافی گواہ ہے۔ اس
آیت سے ہم بطور نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ سچے نبی کا
خدا تعالیٰ گواہ ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی گواہی
دو طرح کی ہوتی ہے (۱) قولی اور (۲) فعلی

یہ ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دعویٰ
قولی گواہی صداقت کو ایسا علم دیتا ہے۔ کہ جس
کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور ذی فہم جان لیتے
ہیں۔ کہ انما انزل بعلم اللہ۔ حضرت نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے جس طرح قرآن کریم کے مقابلے پر
خاتون لبسور من من مثلہ لانے کا چیلنج کیا۔ مگر اس
کی مثل نہ لانے سے قرآن کریم کا من عند اللہ اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا برحق رسول ہونا ثابت
ہو گیا۔

بعینہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ایک کتاب روح القدس کی تائید سے تصنیف فرمائی
جس کا نام مضمون نے ”اعجاز احمدی رکھا۔ اور اس
کے مثل لانے کا ہندوستان کے تمام مشہور اور نامی
علماء کو اور خصوصاً مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج کیا

اور اس میں یہ تحریر فرمایا:-

”دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حضور رکھنا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں۔ تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں۔ اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کی قلوب کو توڑ دے گا۔ اور ان کے دلوں کو غبی کر دیگا“ ص ۳۳

پھر آگے چل کر فرمایا:-

”پھر اگر میں دن میں جو دس برس کی شام تک ختم ہو جاؤ گی۔ انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کے جواب کو چھاپ کر شائع کر دیا۔ تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا۔ اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا اس صورت میں میری جماعت کو چاہیے کہ مجھے چھوڑ دیں۔ اور قطع تعلق کریں“ ص ۳۴

تمام نامی علماء کا اس کے مقابل پر مدت مقررہ میں بلکہ اب تک جواب نہ لکھنا مذکورہ بالا کتاب کا جہاں خدا کی تائید اور مدد سے لکھا جانا معلوم ہوتا ہے۔ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے دعویٰ میں صادق اور راستباز ہونا بھی اظہر من الشمس ہے۔

یہ کہ خدا تعالیٰ صادق مدعی رسالت کو **فعلی گواہی** مخالفوں کے بڑے بڑے حملوں سے

محفوظ و مصئون رکھتا ہے۔ اور نازک معاملات میں اس کی مدد کر کے اپنی تائید کا ثبوت دیتا ہے۔ غرضیکہ سچے مدعی رسالت کی ہر رنگ میں مدد کر کے اس کی سچائی کو دنیا کے سامنے ثابت کرتا ہے۔ اس بات میں بھی جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پرکھتے ہیں۔ تو قطعی اور یقینی طور پر حضور کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے جب حضور علیہ السلام نے دعویٰ کیا۔ تو ساری دنیا آپ کی مخالفت کے لئے کھڑی ہو گئی۔ دوست دشمن رشتہ دار غیر رشتہ دار سب آپ کو اور آپ کے مشن کو مٹانے

لے جو بعد میں پندرہ دن بھی زیادہ کر دیئے گئے۔ (فاروق)

پر تل گئے۔ اس نور کو بے نور کرنے اور حضور کے روشن کردہ چراغ کو بجھانے کے درپے ہوئے۔ اور ہر جائز و ناجائز عملوں کے ارتکاب سے دریغ نہ کیا۔ کفر کا فتویٰ آپ پر لگایا گیا۔ قتل کرنے کی دھمکی آپ کو دی گئی۔ جھوٹے الزامات اور گندی سے گندی گالیاں آپ کو دی گئیں۔ طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں آپ کو اور آپ کے متبعین کو پہنچائی گئیں آپ سے اور آپ کے متبعین سے ہائیکاٹ کیا گیا۔ اینٹ اور پتھر آپ پر پھینکے گئے۔ جھوٹے اور قتل و خون ریزی کے مقدمات آپ پر دائر کئے گئے۔ غرضیکہ مخالفوں نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا۔ اور ہر منصوبہ آپ کو اور آپ کے مشن کو نیست و نابود کرنے کا کیا۔ لیکن جسے خدا رکھے۔ اسے کون چکھے مخالفین اپنے ہر منصوبہ میں خائب و خاسر اور ناکام رہے۔ اور نبی کی مخالفت کا ٹیکہ اپنے ماتحتوں پر لگوا کر خدا کے ہاں ابدی جہنم کے وارث ہوئے۔ دنیا کے نام نہاں مولویوں اور سجادہ نشینوں نے بہتیرا زور لگایا اور بہت کوشش کی۔ اور ایسا کرنے میں انہوں نے صد رات ٹھون اور پسینہ ایک کر دیا۔ کہ مسیح علیہ السلام کے لگائے ہوئے درخت کی جڑوں کو زمین میں پھیلنے سے روکیں۔ بلکہ اسے جڑ سے نکال دوں گے۔ لیکن خدا کی باتوں کو کون ہے جو ٹال سکے۔ خدا نے پہلے ہی سے اس مسیح کو مخالفوں کے ان ناپاک منصوبوں کو دیکھ کر بتا دیا تھا۔

”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا“

چنانچہ خدا نے بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کیا۔ اور دنیا نے اس کو برحق تسلیم کیا اور وہ درخت دنیا میں بڑھا۔ بھولا اور بھلا اور وہ پھل دیئے۔ جنہیں آج دنیا دیکھ کر حیران و ششدر اور انگشت بدندان ہے۔ فتد بدوا یا اولی الا بصار۔

۲۔ انا المنتصر رسلنا والذین آمنوا فی

الحیاء الدنیاء المؤمنین الخ۔ خدا فرماتا ہے۔ ہم اس دنیا میں سچے مدعی رسالت کی نصرت کرتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کی نصرت کا ثبوت کی نصرت کا کیسے علم ہو۔ خدا نے

خود ہی اس سوال کا جواب دے دیا ہے۔ فرمایا اذ جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کہ خدا کی نصرت یہ ہوتی ہے کہ لوگ جوق در جوق اس کے دین میں شامل ہونے لگ جاتے ہیں۔ دوسری جگہ اسی مفہوم کو بدیں الفاظ ذکر کیا ہے۔ افلا یردون انا ناتی الا دین ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون۔ الانبیاء الخ۔ کہ زمین کے اطراف میں سے لوگوں کو لا کر اس کے دین میں داخل کرتے جاتے ہیں۔ اس کے مریدوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا سلسلہ دن دگنی رات پوچھتی ترقی کرتا جاتا ہے۔ جب کوئی نبی آتا ہے۔ تو اس کے اور اس کے مخالفوں کے باہم سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ وہ نبی مخفوق کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ لیکن اس کے مخالفین ان کو دوسری طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ آخر خدا کا نبی محض اسکی تائید و نصرت سے ان میں سے ایک کثیر المتعداد اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ اور اس کے مخالفین موقوف و بیکار کر کے مصداق بن کر اپنی تمام کوششوں اور سعیوں میں ناکام و نامراد رہتے ہیں۔

اس اصل کو لے کر جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر غور و فکر کرتے ہیں۔ تو یہ بات آپ کی صداقت پر اور چار چاند لگا دیتی ہے۔ جب حضور علیہ السلام دعویٰ کرتے ہیں۔ اور تو اور آپ کے رشتہ دار سب کے سب آپ کے مخالف بن جاتے ہیں نام نہاد علماء آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ ہر طرف سے گندے الزامات اور جھوٹے مقدمات کا طوفان و سیلاب شروع ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ آپ تنہا رہ جاتے ہیں۔ نہ آپ کو دنیا کے عالم میں شہرت ہے۔ اور نہ آپ کی بہتی کو کوئی درجہ ہے۔ لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا جاتا ہے۔ مثال میں بہت سے آدمیوں کو مختلف جگہوں میں اس ڈیوٹی پر متعین کیا جاتا ہے۔ تا قاصداً

قادیان اور طالبان دیدار حضرت کو قادیان جانے اور
 حضور کے پاس آنے سے روکیں۔ نام نہاد مولوی
 محمد حسین صاحب اس کام کے افسر مقرر کئے جاتے ہیں۔
 اور یہ لوگ اپنے اس کام میں ذرا بھی غفلت نہیں کرتے
 اور بعض آنے والوں کو اپنے مکرو فریب میں لکڑا اپنے
 جہاں میں پھنسا لیتے ہیں۔ اور اپنے منصوبوں میں کسی
 حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بے کمی
 اور گناہی کی حالت میں یوں فرماتے ہیں۔
 میں تھا غریب و بیکس و گناہ مجھے ہنر
 کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر
 لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
 میرے وجود کو بھی کسی کو خبر نہ تھی

لیکن وہ قادر مطلق خدا جس نے آپ کو زمانے کا مصلح
 قرار دیا تھا۔ اور جس کی سٹھی میں لوگوں کے دل ہیں۔
 اس غربت و بے کسی۔ گناہی کی حالت میں اور اس وقت
 جبکہ ہر طرف سے مخالفت کے تہر برس رہے تھے۔ مخالفت

کی گھٹائیں ہر طرف چھاٹی ہوئی تھیں۔ آپ کے دوست
 دشمن سب آپ کے نیست و نابود کرنے پر پوری قوت و
 طاقت سے تلے ہوئے تھے۔ جب کہ بٹالہ مانعین عن الحق
 کا اڑا بنا ہوا تھا۔ اور جبکہ مولوی محمد حسین اس کام میں
 نمایاں حصہ لے کر بہتر کام کرنے کے صلہ میں اہل دنیا سے
 کوئی تمغہ حاصل کرنے کا خواہاں تھا۔ ایسی حالت میں خدا
 اپنے فرستادہ سے مخاطب ہو کر یوں فرماتا ہے۔ یا توں
 من کل فج عمیق و یا تبارک من کل فج عمیق کہ
 تسلی رکھ۔ میرے پاس تو بڑی دور دور سے لوگ جھگر
 آئیں گے۔ اور فرمایا کہ وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں کے
 درمیان پہنچا نا جائے۔ پھر فرمایا کہ میں تیری تبلیغ کو
 دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پھر ان وعدوں کو ایفا
 کا جامہ پہنانا۔ اور لوگوں کا کثرت سے دور دراز ملکوں
 سے آنا اور ان کا اس دین میں داخل ہو جانا۔ بلکہ بعض
 کا اسی گناہ بستی میں آباد ہو جانا۔ اور آپ کی تبلیغ کا دنیا
 کے کناروں تک پہنچ جانا آپ کی صداقت کو روز روشن
 کی طرح ثابت کرنا ہے۔ حضور موعودؑ اذکر حالت کو نظر

دیاندی مشن

(عکاس کے قلم سے)

بد زبان ہوتے ہیں آخر اس جہاں میں وسیاہ
 جلد مٹ جاتے ہیں وہ ہو کر ذلیل و زشت و خوار
 دنیا میں کون انسان ہے جسے کسی اتفاقی یا ناگہانی
 حادثہ سے دوچار نہ ہونا پڑا ہو۔ ایسے حادثات
 سے خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور انسان کی بے بسی
 اور بیچارگی کا ثبوت دیتا ہے۔ اور دراصل کسی ایسے
 حادثہ سے جسے برداشت کرنے اور جس کے مقابلہ
 کے لئے انسان اپنی طرف سے تیار نہ ہو۔ اس کا
 صاف بچ جانا اور سلامت نکل آنا خدا تعالیٰ کے
 خاص افضال میں سے ہے۔ اور اس بات کا ثبوت
 ہے کہ ایسا انسان خدا تعالیٰ کی خاص حفاظت
 میں ہے۔

بچیلے دنوں حضرت میر قاسم علی صاحب قبلہ کو پشاور
 سے آتے ہوئے لاہور میں اتفاقاً ٹانگہ کی جھپٹ میں
 آ جانے سے جو چشم زخم پہنچا۔ وہ بھی ایسے ناگہانی حادثہ
 میں سے ایک تھا۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی خاص نصرت
 اور مدد آپ کے شامل نہ ہوتی۔ تو ایسی لاعلمی کی حالت
 میں جبکہ آپ کو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ آپ کا
 زندہ سلامت بچنا بہت ہی ناممکن تھا۔ لیکن آپ بفضل
 ایزدی اور تائید غیبی سے اس حادثہ سے بچا ناظر
 نوعیت نہایت خطرناک تھا۔ کسی مستقل تکلیف سے
 بال بال بچ گئے۔ اور صرف معمولی طور پر زبان پر کچھ
 زخم آیا۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹری ہدایت کے ماتحت
 آپ نے چند روز تک گفتگو اور کلام بند رکھی۔ مگر حیرت
 ہے کہ اس معمولی سی بات کو ایڈیٹر صاحب آریہ مسافر
 نے جنہوں نے بدزبانی۔ فحش کلامی اور گندہ دہنی کی
 مضامین ہی آنکھ کھولی۔ پرورش پائی۔ اور جوان ہوئے
 اور اب بھی دلازاری اور سبالی ان کا اوٹھنا بچھونا
 ہے۔ اس اتفاقی حادثہ پر میر صاحب عبرت پکڑو گے

لکھتے ہیں کہ۔

میر صاحب عبرت پکڑو۔ خدا نے آپ کی زبان کو زخم
 آلود کر کے ایک طرح سے آپ کو اشارہ کیا ہے کہ اس
 زبان سے نا معلوم آپ نے کتنے دلوں میں ناسور پیدا کئے
 ہونگے۔۔۔۔۔ مگر میر صاحب اس وقت جب آپ کی
 زبان صحیح سالم تھی۔ بد کلامی اور بدزبانی سے لوگوں کے
 دلوں کو مجروح نہ کرتے۔ تو آپ کی زبان ناصحت یافتہ ہی
 نہ ہوتی۔

اگر یہ الفاظ کسی ایسے شخص کے قلم سے نکلے ہوتے
 جس نے بد کلامی اور بدزبانی کا انجام نہ دیکھا ہوتا۔ تو
 بھی ایک بات تھی۔ لیکن ایک ایسے مذہب سے تعلق رکھنے
 والے انسان کے قلم سے جس کی تمام تاریخ بدزبانی اور
 بد کلامی کے روح فرسا انجام اور عواقب سے بھری
 ہوئی ہو۔ یہ الفاظ کچھ ایسے بھلے معلوم نہیں ہوتے۔

مہاشہ جی! معمولی اور ناگہانی حادثہ کے باعث
 چشم زخم کا پہنچنا بدزبانی اور بد کلامی کا نتیجہ نہیں قرار
 دیا جاسکتا۔ کیونکہ ایسے واقعات تو روزمرہ دنیا میں ہوتے
 رہتے ہیں۔ اور اگر آپ اپنے گرد پیش نظر ڈالیں۔ تو آپ
 کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایسی مثالہ تو ان لوگوں میں بھی
 پائی جاتی ہیں۔ جو آپ کے نزدیک بالکل بے شر اور بے باک
 ہونگے۔ ہاں اگر آپ کو بدزبانی اور بد کلامی کا انجام دیکھتے
 کا شوق ہو۔ تو ذرا اپنے مذہب کے بانی سوامی دیانند کے
 پاس انگیز انجام پر نظر ڈالئے۔ اور اگر پھر بھی تسلی نہ ہو۔
 تو اس سے آگے بڑھ کر سکھرام لے انجام کو دیکھئے۔ مزید تسلی
 و اطمینان کے لئے راجپال کی بدزبانی کا انجام دیکھئے۔

پھر دھرم بھکشتو کی عین عالم جوانی میں موت میں بدزبانی
 اور بد کلامی کا انجام مشاہدہ فرمائیے۔ اور پھر یوگندر پال
 اور اپنے پیش رو مہاشہ وزیر چند سابق ایڈیٹر آریہ مسافر
 کی جو انارگ موت میں بدزبانی اور بد کلامی کا حسرتناک
 انجام ملاحظہ فرمائیے۔ اور آپ اپنے ان نیتاؤں کے
 انجام پر نظر ڈالیں گے۔ تو آپ کو بآسانی معلوم ہو جائیگا۔
 کہ حضرت میر صاحب قبلہ کا یہ معمولی زخم بدزبانی اور بد کلامی
 کا نتیجہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ اس ناگہانی آفت سے آپ کا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میر صاحب نے بدزبانی اور بد کلامی کا انجام دیکھا ہے۔ لیکن وہ بدزبانوں کی بدزبانی اور بد کلامی کا نتیجہ نہیں قرار دیتے۔ بلکہ اس ناگہانی آفت سے آپ کا

پہلے باب باب باب

(۱)

ابن سبیر کی ہر شے جو بالکل نیا اور لا جواب کتاب
ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی
دیانند صاحب کی تاریک زندگی کی روشنی میں دکھانے
والی کتاب ہے۔ اس کی اصلی قیمت صرف ۱۰ روپے تھی۔ بعد میں
دو روپیہ کو ایک ایک نسخہ فروخت ہوا۔ وہ بھی ختم ہو گیا۔
اب ۴ جلدیں اس شہرہ عالم کتاب کی ملی ہیں۔ ہذا جن
احباب کو اس کی بہت تلاش تھی۔ اور وہ بار بار مانگتے تھے
ان کو بہت جلد بذریعہ وی بی سنگالینی چاہیے۔ وی بی
ایک نسخہ کا معہ محصول ڈاک ایک روپیہ چھ آنے میں پہنچا
حضرت امیر المومنین حاجی
خطبات نور ہر دو حصہ الحارثین سیدنا مولانا نور الدین
اعظم خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نادر خطبات کا مجموعہ
جو ہر ایک احمدی گھر میں ہونا چاہیے۔ قیمت ۴
علاوہ محصول ڈاک :

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف
عقائد احمدیہ سے احمدیوں کے تمام عقائد اخذ کر کے ایک
جگہ اس کتاب میں جمع کر دیے ہیں۔ قیمت صرف ۴ علاوہ
محصول ڈاک :

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
سیرت مسیح موعود سوانح عمری جس کو حضرت خلیفہ ثانی
ایده اللہ نے اپنے دست مبارک سے مرتب کیا قیمت
صرف ۴ علاوہ محصول ڈاک :

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اسلامی اصول کی فلاسفی کی وہ پر حقائق و معارف
تقریر جو لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں بیان کی گئی۔
اور تمام مذاہب والوں کی تقریروں پر غالب آئی۔ اٹھویں
دفعہ طبع ہوئی ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۵ :-

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مولانا
حیات نور الدین حکیم نور الدین اعظم کی خود لکھائی ہوئی
اپنی سوانح عمری قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۰ :-
ترجمہ العلوم :- حضرت میرزا بشیر الدین محمد احمد ایده اللہ

مسیح موعود کے دربارے گئے ہیں۔ قیمت علاوہ
محصول ڈاک صرف چھ آنے :-

حضرت خلیفہ المسیح ایده اللہ بنصرہ کی دو پر نور
ذکر الہی تقریروں کا مجموعہ جس میں قبولیت دعا کے
مکمل طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ جیسی تقطیع پر قیمت
صرف ۵ علاوہ محصول ڈاک :-

تعلیم خاتون۔ اخلاق خاتون۔ فرائض مستورات
یہ تینوں کتابیں لڑکیوں اور مستورات کے واسطے نہایت
مفید ہیں۔ ہر سہ کی قیمت۔ علاوہ محصول ڈاک ۹ :-

پیشگوئی محمدی مسیحا کے جو اہامات اور پیشگوئی محمدی مسیحا
کے صحیح واقعات قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۳ :-

ڈاکٹر عبد الملک مسیحا کی روایت کی اس پیشگوئی
بلکہ ثانی کی حقیقت اور اس پر مشتمل بحث جو اس
نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے متعلق
شہادت کی تھی وہ تمام ساری تعلیمات احمدیہ کا
تعلق ہے۔ قیمت ۴ علاوہ محصول ڈاک :-

تمام احمدیوں کے لیے صاحب مکمل ایڈیٹر
نغمہ مکمل ریویو آف احمدیہ و مسیحیاح کی دلکش
اور دلچسپ تقریر کا مجموعہ جو قابل دید ہے۔ قیمت
علاوہ محصول ڈاک صرف ۳ :-

جیسی تقطیع جو سلسلہ احمدیہ کی
اصول و عقائد کا تمام دیگر مذاہب
غیر اسلام کی عظمت پر مبنی ہے۔ سود و فائدہ لکھ کر ہر ایک
احمدی کے واسطے تبلیغ کرنے کا بہت حیرت نیا کر دیا
ہے۔ جیسی تقطیع پر مجلد قیمت علاوہ محصول ڈاک
صرف ایک روپیہ :-

بچوں کو نماز با ترجمہ پڑھانے اور یاد کرانے
نماز منہر جم کے لئے نہایت عمدہ جیسی تقطیع پر
یہ نماز مع تمام ضروریات اور دعاؤں کے با ترجمہ شائع
کی۔ قیمت نی کاپی ۱ :-

المنشور الصحیح لالہامات المہدی المسیح یہ ایک

طرح سے نعم الوکیل کا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں حضرت
مسیح موعود کے اُن ۱۲۹ اہامات کے متعلق بحث کی گئی
ہے۔ جن کو غیر احمدی مولوی خلاف اسلام اور قرآن مجید
کے مخالف قرار دیکر حضرت مسیح موعود کو کافر قرار دیتے
ہیں۔ قابل دید چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔
انعامی پانسو روپیہ۔ مگر میسر

حدوث روح و مادہ محمد الحق صاحب فاضل نے
آریوں کے مابین ناز مسئلہ قدامت روح و مادہ پر ایک
زبردست اور سیر کن بحث کر کے یہ ایک بڑی کتاب
تصنیف کر کے طبع کرائی ہے۔ اس کتاب میں عقلی دلائل
نقلی دلائل۔ آریوں کی مستند کتابوں کے حوالہ جات سے
روح و مادہ کا مخلوق ہونا ثابت کر کے بہشت و دوزخ
کی حقیقت اور تناسخ کی تردید اور نجات کی کیفیت
اور دیگر ضروری مسائل پر خوب بحث کی ہے۔ آریوں کے
دلائل منقول نجات اور تناسخ و قدامت روح و مادہ کو
ان کی کتابوں سے نقل کر کے بڑی تفصیل سے ہر ایک کی
تردید کی گئی ہے۔ اور بالمقابل اسلامی تعلیم متعلق تخلیق
روح و مادہ جزاء و سزا و بہشت و دوزخ و نجات پیش
کر کے آریوں پر حجت تمام کر دی ہے۔ یہ کتاب آریوں کے
مشہور اپدیشگوں لیکچراروں کو بھیج دی گئی۔ مگر اس کے
جواب سے باوجود پانسو روپیہ وعدہ انعام کے سب
آریہ عاجز رہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے :-

دوہدوں کے متعلق یہ ایک ایسا حربہ
وہدوں کے سیر لستہ انداز ہے۔ کہ جس کو پڑھ کر آپ کو آریہ
سماج کی آسانی کتاب کی ساری پردہ دری ہو جاتی ہے
اس میں دس مختلف مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس کا
جواب آریہ سماج سے نہ ہوا نہ ہو گا۔ قیمت صرف ۴ :-

اس کتاب میں واقعات اور دلائل سے
کیفیت وید ثابت کر دیا ہے۔ کہ ویدک دھرم میں سچے
مذہب کی ایک بھی نشانی نہیں پائی جاتی۔ بالکل خلاف
عقل و علم باتوں کا مجموعہ ہے۔ قابل دید ہے قیمت
صرف ۵ :-

المشہر بلکہ فارق باب لکھنؤی فاضل ضلع گورداسپور

المشہر بلکہ فارق باب لکھنؤی فاضل ضلع گورداسپور

المشہر بلکہ فارق باب لکھنؤی فاضل ضلع گورداسپور

المشہر بلکہ فارق باب لکھنؤی فاضل ضلع گورداسپور

المشہر بلکہ فارق باب لکھنؤی فاضل ضلع گورداسپور

المشہر بلکہ فارق باب لکھنؤی فاضل ضلع گورداسپور

اصیاء الاسلام پر جس کا بیان میں سیر قائم علی پر نور و پیشتر نے چھوڑا راق سترل قادیان سے شائع کیا